

## تفسیر البدیع فی معرفة معانی کلام ربنا السمع کا منہج واسلوب

ڈاکٹر خالد عثمان ☆ راحمہ حسن ☆

### Abstract:

"Science of Tafsir is one of the distinguished branch of Quranic sciences. Muslim scholarship contributed a lot in the field of Tafsir. Contribution of Muslim scholars of sub-continent in this regard is remarkable. A Tafsir written in Arabic by a Pakistani scholar Muhammad Sharif Ullah is worth mentioning which contains many distinctive features and aspects. In this article critical appreciation of the mentioned Tafsir is being analyzed."

**Key Words:** Quran, Tafsir, Methodology of Tafseer, Maaratif (Recognition).

علم تفسیر تمام علوم میں سے بہترین علم ہے کیوں کہ اس کا موضوع اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس کلام اللہ کا موضوع انسان ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ انسان احسن تقویم کا مصدقہ بن جائے۔ اس کلام کے بارے میں رب ذوالجلال نے فرمایا:

”لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَزَرِّيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ“<sup>(۱)</sup>  
 (اس پر جھوٹ کا خل نہ آگے سے ہو سکتا ہے نہ اس کے پیچھے سے، یہ حکماء و ائمہ خوبیوں والے (اللہ) کی طرف سے اتاری ہوئی ہے۔)

تفسیر کی دنیا میں عربی زبان میں بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ ہر مفسر نے اپنا ایک طرز اسلوب اور ایک فن کو بنیاد بنا کر اپنی علمی بساط کے مطابق تفسیری خدمات سرانجام دی۔ کسی مفسر نے علم الاحکام کو موضوع بنایا، کسی نے فقہی مسائل کے استنباط پر جان فشاری سے محنت کی، کسی نے اعتقادات و عبادات کو اپنی تفسیر کی زینت بنایا، کسی نے فرقہ باطلہ کے تعاقب اور تردید میں خوب تگ و دوکی، کسی نے تفصیل کو ضروری سمجھا اور بعض نے اختصار سے کام لیا۔ الغرض سب کی منتها نے نظر دین کی خدمت اور اللہ کی رضا جوئی ہے۔ یہ تمام ذخیرہ ”ہر گلے رارنگ و بوئے دیگر است“ کی مصدقہ ہے۔

☆ ٹی وی ایف میڈی کالج آف انجینئرنگ، رسالپور

☆☆ پی ایچ ڈی سکالر، نسل یونیورسٹی، اسلام آباد

اس سلسلے کی ایک کڑی محمد شریف اللہ کی تفسیری خدمات بھی ہیں، خصوصاً ان کی تفسیر ”البدیع فی معرفة معانی کلام ربنا السميع“ جو کہ مختصر مگر جامع و نادر نکات پر مشتمل، علم و ادب کا حسین شاہکار ہے۔

### نام

محمد شریف اللہ بن عبدالرحمن بن کریم بخشش بن شریف اللہ۔

### تاریخ پیدائش

موصوف ۱۹۲۷ء بہ طابق ۱۳۳۹ھ گاؤں مولویان ضلع رحیم یارخان میں پیدا ہوئے۔<sup>(۲)</sup>

### حصولِ علم

محمد شریف اللہ نے سب سے پہلے قرآن مجید حفظ کیا۔ فون کی ابتدائی کتابیں اپنے والد عبدالرحیم سے پڑھیں۔ کتب احادیث کی تکمیل کے بعد علم الفرائض کے حصول کے لیے اپنے گاؤں کی قریبی یعنی نجح میں عبدالرزاق ججوی<sup>(۳)</sup> کے پاس آئے اور چند ہی مہینوں میں علم میراث میں ایسا کمال حاصل کیا کہ وہ اس علم کے مجدد بن گئے۔ کوئی ایسا مسئلہ اس موضوع کے متعلق نہیں ہو گا، جو انہوں نے طلبہ کو آسان الفاظ میں نہ سمجھایا ہو۔ اس کے بعد علم التفسیر حاصل کرنے کے لیے احمد علی لاہوری اور عبداللہ درخواستی بن حافظ محمود سے استفادہ کیا، اور ایسی مہارت حاصل کی، جس کی واضح دلیل ان کی اپنی لکھی ہوئی تفاسیر ہیں۔ اس لیے علم تفسیر سیکھنے کے لیے ان کے پاس بہت سارے طلبہ مختلف ممالک (پاکستان، افغانستان، ایران، انڈونیشیا اور تھائی لینڈ وغیرہ) سے تشریف لاتے تھے۔

### اساتذہ

محمد شریف اللہ کے مشہور اساتذہ چھ ہیں، جن میں سے ہر ایک اپنے فن کا امام سمجھا جاتا ہے۔ پہلے استاد عبدالرحیم ہیں جو کہ اپنے زمانے کے ایک محقق جامع المعقول والمنقول محدث تھے۔ دوسرے استاد عبدالرزاق ججوی ہیں جو کہ علم الفرائض کے امام تھے۔ علم التفسیر کے دونوں مشہور اساتذہ احمد علی لاہوری اور عبداللہ درخواستی کا ہم پلینہ اس وقت تھا اور نہ بعد میں نظر آئے گا۔ سلوک و احسان کے منازل پر طریقت و شریعت غلام محمد بن نور محمد خان دین پوری سرپرستی میں طے کیے۔ جب ان کی وفات ہوئی تو ہائج شریف کے سجادہ نشین حماد اللہ بن میاں محمود ہل جوی کے ساتھ اصلاحی تعلق قائم کیا۔<sup>(۴)</sup>

### سیرت

ایسے لوگوں کی تعداد بہت کم ہے جو ہمہ جہت اور جامع شخصیت ہوں، یہ رتب کائنات کا ایک فضل و کرم اور انعام ہوتا ہے جو کہ بہت کم لوگوں کو عنایت فرماتا ہے۔ پاکستان کے ان ہمہ جہت کمالات کی

حامل شخصیات میں ایک نمایاں شخصیت محمد شریف اللہ کی ہے۔ جو ایک محقق و مدقق عالم، ذکر و فکر سے مزین، بیک وقت شیخ القرآن و شیخ الحدیث، مدرس و مقرر، فقیہ اور پیر طریقت و شریعت اور اپنے بزرگوں کی اعلیٰ مجاہدین روایتوں کے امین تھے۔ عوام و خواص کی اصلاح اور قومی سیاست پر گہری نظر رکھتے تھے۔ قدرت نے انہیں بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ موصوف کی شخصیت نہ صرف ضلع رحیم یارخان کے لیے بلکہ پورے ملک کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی نعمت تھی، جن کے مشن کو آج بھی ان کے صاحزادے اور اجل تلامذہ پا یہ تکمیل تک پہچانے میں برس پیکار ہیں۔

مؤلف تفسیر میں اولیاء اللہ کی صفات کا مشاہدہ ہر صاحب بصیرت آدمی کر سکتا تھا۔ ان ہی کی ذات سے بہت سارے لوگوں کی زندگی میں انقلاب آیا۔ موصوف کم گو تھے اور دھیمی آواز کی صفت سے متصف تھے۔ روحانی علاج کے ساتھ جسمانی امراض کے لیے کمال کے نفحے بھی جانتے تھے۔ عربی، فارسی، سرائیکی، اردو اور پنجابی زبانوں پر مکمل دسترس حاصل تھی۔

### تصنیفات و تالیفات

مہدوح کی گیارہ تصنیفات و تالیفات ہیں جو کہ ان کے اپنے مدرسہ کی لائبریری کی زینت بھی ہیں، جن کی ہم درج ذیل سطور میں تفصیل بیان کر رہے ہیں:

- ۱: ”تفسیر البیدع فی معرفة معانی کلام ربنا السميع“ (دوسرا یڈیشن ۱۳۲۳ھ) تین جلدوں پر مشتمل عربی میں لکھی گئی ہے۔
- ۲: تفسیر ”تبیان الفرقان فی حل مشکلات القرآن“ (دوسرا یڈیشن ۱۳۲۳ھ) یہ حضرت شیخ کی پہلی تالیف ہے، جو کہ چار جلدوں پر مشتمل عربی میں لکھی گئی ہے۔
- ۳: ”التفیر الکوثری“ (دوسرا یڈیشن ۱۳۲۳ھ) دو جلدوں پر مشتمل اردو میں لکھی گئی ہے۔ اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس تفسیر کی پہلی جلد مسجد نبوی مدینہ منورہ میں لکھی گئی اور دوسرا جلد مسجد حرام میں لکھی گئی ہے۔
- ۴: ”تفسیر تفسیر القرآن فی حل مشکلات القرآن“ (دوسرا یڈیشن ۱۳۲۲ھ) عربی میں لکھی ہے۔
- ۵: ”مقدمة القرآن“ (دوسرا یڈیشن ۱۳۲۲ھ) ایک جلد پر مشتمل عربی میں تالیف کی ہے۔
- ۶: ”مقدمة القرآن“ (دوسرا یڈیشن ۱۳۲۲ھ) ایک جلد پر مشتمل اردو میں لکھی ہے۔
- ۷: ”الکوثر البخاری فی شرح صحیح البخاری“ (دوسرا یڈیشن ۱۳۲۲ھ) عربی میں تالیف کی ہے۔
- ۸: ”الکوثر الشمشی فی شرح سنن الترمذی“ (دوسرا یڈیشن ۱۳۲۲ھ) ایک جلد عربی میں تحریر فرمائی ہے اور دو جلدیں اردو زبان میں تالیف کی ہیں۔
- ۹: ”تعریف المشکلوۃ شرح مشکلوۃ المصالح“ (دوسرا یڈیشن ۱۳۲۲ھ) عربی میں تالیف کی ہے۔
- ۱۰: ”المجموعۃ الصادقة“ (دوسرا یڈیشن ۱۳۲۲ھ) یہ ایک مختصر مجموعہ ہے جس میں صحابہ کی مرغوب احادیث

جمع کی گئی ہیں۔

۱ا: ”تکمیل الفرات“ (دوسرا یڈیشن ۱۴۲۳ھ) علم الہمایات کو آسان طریقے سے سمجھانے کے لیے عربی میں لکھی گئی ہے<sup>(۵)</sup>۔ ان کے علاوہ جامعہ تفسیریہ مشاعل العلوم میں ان کے مخطوطات بھی موجود ہیں، جو اسی مدرسے کے ایک مدرس عبدالحلاق نے جمع کیے ہیں۔

### تفسیر (البدیع) کا تحقیقی جائزہ

موصوف کی تالیفات میں سے عربی اور اردو میں لکھی گئی چار تفاسیر اور اصول تفسیر کا ایک مقدمہ زیادہ مشہور ہیں۔ ہر تفسیر کا اپنا ایک رنگ ہے جس کی وجہ سے اس کو امتیازی خصوصیت حاصل ہوتی ہے۔ چوں کہ ان کی تفاسیر میں تفسیر ”البدیع فی معرفۃ معانی کلام ربنا السمیع“ کو چند بنیادی صفات کی وجہ سے زیادہ شہرت ملی۔ مضمون میں اسی کا تحقیقی و تقدیری جائزہ پیش کیا جاتا ہے، اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ تفسیر علاما وزعما میں زیادہ مشہور اور موجود بھی ہے۔ یہاں تین موضوعات پر بحث کی جائے گی:

- ۱۔ منہج التفسیر بالزوالیۃ، موصوف نے تفسیر بالما ثور کا بہت اہتمام کیا ہے۔
- ۲۔ دوسری بات منہج التفسیر بالدرایۃ، اس موضوع کی تشریح میں اس بات کی وضاحت کی جائے گی کہ کیا مذکورہ تفسیر میں تفسیر بالدرایۃ یعنی رائے کا بھی خل ہے یا نہیں۔
- ۳۔ اس تفسیر کے متعلق اکابرین امت کی رائے تحریر کی جائے گی۔

”تفسیر“ البدیع فی معرفۃ معانی کلام ربنا السمیع“ کی تالیف حضرت شیخ نے ۱۹۹۳ء (۱۴۱۳ھ) سے شروع کر کے ۱۹۹۲ء (۱۴۱۵ھ) میں مکمل کر لی۔ دوایڈ یشن منظرِ عام پر آپکے ہیں اور تیمرا ایڈیشن بھی تیار ہے۔ اس میں تقریباً تفسیر سے متعلقہ تمام جدید و قدیم علوم کو جمع کیا گیا ہے۔

مؤلف نے اس تفسیر میں قدیم مفسرین کا مسلک اختیار کیا ہے اور اسی طرح متقدیں فتحہاء کا نذهب بھی اختیار کیا ہے۔ مثلاً سب سے پہلے وہ مفرد الفاظ کی لفظی تحقیق یعنی لغوی تعریف کرنا، اشتھاق، اعراب اور بلاوغت و معانی کی تفصیل کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ اسبابِ نزول بھی بیان کرتے ہیں جب کہ سبب خاص ہو، اور مناسبت بھی بیان کرتے ہیں جب صلح موجود ہو، اور فقہی مسائل بھی بیان کرتے ہیں جب کہ اگر مسئلہ فقہی ہو، پھر کتبِ اصول کی طرف آتے ہیں اگر مسئلہ اصول سے متعلقہ ہو۔ بعض ضروری مقامات پر ماسبق کا خلاصہ بھی تحریر کرتے ہیں۔

### سبب تالیف

مقدمہ تفسیر سے معلوم ہوتا ہے، کہ ان کے اپنے شیخ حماد اللہ بالحجی کی کتاب ”الیاقوت و المرجان“ میں جو تفسیری نکات اور تفسیر ابن جریر کے مصادر کا ذکر کیا ہے ان کی اس مذکورہ تفسیر میں تشریح، توضیح اور تتفقیح کی گئی ہے،<sup>(۶)</sup> یہ بھی ممکن ہے کہ ان کو اپنے شیخ نے اس پر تفسیر لکھنے کا حکم دیا ہو۔

مذکورہ تفسیر دو مرتبہ شائع ہو چکی ہے۔ پہلی دفعہ مکتبہ جامعہ تفسیریہ شمس العلوم رحیم یارخان سے تین جلدیوں میں شائع ہوئی۔ چھ مہینے کے بعد دوسرا دفعہ اسی مکتبہ سے ۱۴۲۵ھ میں اس کی دو جلدیوں میں طباعت ہوئی۔

### منیج التفسیر

ذیل میں سات موضوعات کی وضاحت کی جائے گی:

#### ۱۔ تفسیر القرآن بالقرآن

یعنی قرآن کی وہ تفسیر جو قرآن ہی سے کی جائے۔ مفسرین نے اس طریقہ کو سب سے افضل قرار دیا ہے کیوں کہ بعض قرآن بعض کی تفسیر کرتا ہے۔ اور انہوں نے بھی اسلاف کی طرح اسی کو ترجیح دی ہے۔ طوالت سے پچنے کے لیے یہاں دو یا زیادہ سے زیادہ تین مثالوں پر اکتفا کیا جائے گا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَإِذَا فَعَلُوا فَأَحِشَّةً قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهَا أَبَاءَنَا وَاللَّهُ أَمْرَنَا بِهَا“ (۷)

(اور جب وہ بے حیائی کا کام کرتے ہیں، تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے بزرگوں کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے اور اللہ نے بھی ہم کو یہی حکم دیا ہے۔)

موصوف نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ان لوگوں نے دو طرح کا استدلال کیا، ایک تو انہوں نے اپنے آباء و اجداد کی تقلید کی اور دوسرا کام یہ کیا کہ اللہ تعالیٰ پر صریح جھوٹ باندھ لیا۔ تو پہلی بات کو اللہ رب العزت نے رد کرتے ہوئے فرمایا:

”أَوَلَمْ كَانَ أَبَاؤُهُمْ لَا يَعْقُلُونَ شَيْئًا وَ لَا يَهْتَدُونَ“ (۸)

(بھلا اگر ان کے باپ دادا نے تو کچھ جانتے ہوں اور نہ سیدھے راستے پر ہوں (تب بھی)؟)

اور دوسرا بات کو ان الفاظ کے ساتھ روایا:

”فُلُّ أَنَّ اللَّهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ إِتَّقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ“ (۹)

(کہہ دو کہ اللہ بے حیائی کے کام کرنے کا حکم ہرگز نہیں دیتا، بھلام تم اللہ کی نسبت ایسی بات کیوں کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں۔)

حضرت شیخ نے بھی یہاں تفسیر بالماثور کا اہتمام کرتے ہوئے پہلے تفسیر القرآن بالقرآن کو ترجیح دی ہے۔ باقی مثالیں ملاحظہ فرمائیں: سورۃ المائدۃ آیت نمبر ۱۰۲، اور سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۲۸، سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۵۳، اور سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۵۷، سورۃ الانفطارات آیت نمبر ۷، اور سورۃ الکھف کی آیت نمبر ۳۔ (۱۰)

#### ۲۔ قرآن کی تفسیر احادیث نبویہ کی روشنی میں

تفسیر القرآن بالقرآن کے بعد دوسرا درجہ احادیث مبارکہ کے ذریعے قرآن مجید کی تفسیر کا

ہے۔ کیوں کہ احادیث مبارکہ میں کتاب اللہ کی تو پنج تشریح کی گئی ہے۔ ارشادِ پانی ہے:

”وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْدُّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ“ (۱۳)

(اور ہم نے تم پر بھی یہ کتاب نازل کی ہے تاکہ جو (ارشادات) لوگوں پر نازل ہوئے ہیں وہ ان پر ظاہر کر دو اور تاکہ وہ غور کریں۔)

اور آپ ﷺ جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یہ کتاب کی طرف گورنر بن کریمؑ پر توجیح رہے تھے لاح (۱۴) اس حدیث میں بھی تفسیر القرآن بالحدیث اور توضیح القرآن بالحدیث کی اہمیت، فضیلت اور ثبوت موجود ہے۔

مذکورہ تفسیر میں بھی یہی استدلال نظر آرہا ہے اس لیے مددوں نے اختصار کو منظر رکھتے ہوئے کبھی کبھی حدیث کے ساتھ راوی کا ذکر بھی نہیں کرتے اور بعض احادیث کے معنی بھی ذکر کر لیتے ہیں، مثلاً سورۃ ال عمران کی آیت نمبر ۱۳۲ (۱۵) کی تفسیر میں پہلے کاظمین کے معنی لکھتے ہیں:

”جَسَّ النَّفْسِ عِنْدَ امْتِلَانِهَا..... مِنْ قَوْلِهِ كَظَمْتُ الْقُرْبَةَ إِذَا امْتَلَأَ تَهَاوُ

شَدَّدْتَ رَأْسَهَا“

پھر اس کی تو پنج فضیلت میں احادیث تحریر فرماتے ہوئے آپ ﷺ کا یہ ارشادِ نقل فرمایا:

”مِنْ كَظِيمًا وَهُوَ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَنْفَذِهِ دُعَاهُ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رُؤُوسِ الْخَالِقِينَ

حَتَّى يَخِيرَهُ فِي أَيِ الْحُورِ شَاءٌ“ (۱۶)

(جو شخص غصے کو ضبط کر لے حالاں کو وہ اس کے نفاذ پر قادر ہو۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے تمام مخلوق کے سامنے بلائے گا اور اسے اختیار دے گا کہ جس حور کو چاہے پسند کر لے۔)

اسی طرح ایک اور حدیث اس آیت کی وضاحت کے لیے لکھی ہے جو تفسیر درمنثور میں مردی (۱۷) ہے۔ علاوہ ازیں دیگر مختلف مقامات پر اسی بات کا اہتمام کیا ہے، مثلاً سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۸، سورۃ النساء آیت نمبر ۵۶ اور سورۃ النمل آیت نمبر ۸۲ وغیرہ ذالک۔ موصوف نے اسی نجح پر توضیح لمفردات، فضائل آیات احادیث کی روشنی میں اور مسائل فقهی میں بھی استشہاد بالا حدیث کا اہتمام کیا ہے۔

### ۳۔ قرآن کی تفسیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین حبہم اللہ کے اقوال کی روشنی میں

موف نے قرآن حکیم کی تفسیر میں تیرا مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین حبہم اللہ کا بیان کیا ہے۔ چوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کے براؤ راست شاگرد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی خود فضیلت بیان فرمائی ہے، جس طرح سورۃ التوبہ میں مذکور ہے، فرمایا:

”وَالسَّبِيلُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْاُنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ

اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعْدَّ لَهُمْ جَنَّتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَرُ خَلِدِينَ فِيهَا أَبَدًا

ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ“ (۱۸)

(جن لوگوں نے سبقت کی (یعنی سب سے) پہلے (ایمان لائے)، مہاجرین میں سے بھی اور انصار میں سے بھی اور جنہوں نے نیکوکاری کے ساتھ ان کی پیروی کی اللہ ان سے خوش رہے اور وہ اللہ سے خوش ہیں اور اُس نے ان کے لیے باغات تیار کیے ہیں، جن کے نیچے سے نہیں بہرہ ہیں (اور) وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔)

اس لیے تیسرے نمبر پر ان کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ حضرت شیخ نے اپنی اس تفسیر میں اکثر آیات کی تفسیر صحابہ کرام اور تابعین کے اقوال سے کی ہے، مثلاً سورۃ الحج کی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”يَأَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي رَبِّ مِنَ الْبَعْثَ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُضْغَةٍ مُخَلَّقَةٍ وَ خَيْرٌ مُخَلَّقَةٍ .....“<sup>(۱۹)</sup>

(لوگو! اگر تمہیں مرنے کے بعد جی اٹھنے میں شک ہوتا ہم نے تمہیں (پہلی بار بھی تو) پیدا کیا تھا (یعنی ابتداء میں) مٹی سے پھر اُس سے نطفہ بنا کر، پھر اس سے خون کا تھہرا بنا کر، پھر اس سے بوٹی بناؤ کر، جس کی بناؤت کامل بھی ہوتی ہے اور ناقص بھی۔)

موصوف ”مخالقة“ کی تشریح کرتے ہوئے رئیس امفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

”قال ابن عباس رضی اللہ عنہما ای تامةُ الْخَلْقِ وَ غَيْرُ تامةِ الْخَلْقِ“<sup>(۲۰)</sup>

اس کے علاوہ دیگر موضع میں بھی تفسیر میں یہی طریقہ ملاحظہ کیا جا سکتا ہے، مثلاً سورۃ الانبیاء اور سورۃ الرحمن<sup>(۲۱)</sup> وغیرہ ذالک۔

اس کے علاوہ بھی اسبابِ نزول، مسائل فقہیہ، اخبار و قصص اور فضائل آیات میں بھی ان کے اقوال کو ترجیح دی ہے۔

تابعین کو چوں کہ صحابہ کرام کے شاگرد اور خیر القرون کا زمانہ حاصل ہونے کی وجہ سے تفسیر میں شرف حاصل ہے یہ زمانہ ہے جس کی خیریت و فضیلت آپ ﷺ نے خود بیان فرمائی ہے۔ ارشاد فرمایا:

”خَيْرُ النَّاسِ قَرْنَى ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ“<sup>(۲۲)</sup>

(لوگوں میں سب سے ہترین میرازماں ہے، پھر اس کے قریب، اور پھر اس کے قریب والا زمانہ۔) اگرچہ بعض مفسرین ان کے اقوال کو جنت نہیں مانتے اور بعض جنت مانتے ہیں جس طرح کہ شرح مقدمہ افسیر لابن تیجیہ میں مذکور ہے۔<sup>(۲۳)</sup> تابی کے قول سے وضاحت کرتے ہوئے حضرت شیخ نے سورۃ فرقان کی آیت:

”تَبَرَّكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْqَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا“

کی تشریح میں ”تبارک“ کا معنی مشہور تابعی حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے قول کے مطابق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وَقَالَ الْحَسْنُ وَالْمَعْنَى تَزَادِ الْخَيْرَ وَ عَطَاءُهُ وَهِيَ أَحَدُ الرَّوَايَتَيْنِ عَنْ أَبْنَى“

(۲۶) عباس.....

اسی طرح سورۃ ال عمران کی آیت نمبر ۲۵ میں ”مسح“ کی تعریف (۲۷) اور سورۃ النساء کی آیت نمبر ۲۲ میں ”فما استمتعتم به“ کی توضیح تابعین کے اقوال کے مطابق فرمائی ہے۔ (۲۸)

### ۳۔ مختلف قرأت کے بارے موقوف

قرأت اس علم کا نام ہے جس کے ذریعے قرآنی کلمات کو پڑھنے اور ادا کرنے کی کیفیت معلوم ہو سکے، (۲۹) قرأت عشرہ یا سبعہ کو علم تفسیر میں بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ محمد شریف اللہ نے بھی اپنی اس تفسیر میں قرأت سبعہ کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے لغوی، صرفی اور نحوی اختلاف قرأت پر بحث کی ہے۔ مثلاً سورۃ القصص کی اس آیت:

”فَاسْتَغَاثَهُ اللَّهُنَّىٰ مِنْ شَيْعَهِ عَلَى الَّدُنْ مِنْ عَدُوٍّ فَوَكَزَهُ مُوسَىٰ“ (۳۰)  
”فَوَكَزَهُ“ کے بارے لکھا ہے:

قرأ ابن مسعود رضي الله عنه فلکزه موسى عليه السلام .....  
دونوں کے معنی ایک ہی ہیں یعنی کسی کو مکارنا۔ (۳۱) اسی طرح باقی مقامات پر بھی اس کا اہتمام فرمایا ہے، مثلاً سورۃ الحجۃ کی آیت ۱۲ میں ”وَذَعَك“، (۳۲) اور سورۃ طہ کی آیت نمبر ۱۳۵ میں ”فَتَبَصُّرُوا“، (۳۳) وغیرہ الفاظ کی دوسری قرأت کی وضاحت بھی فرمائی ہے۔

### ۵۔ اسبابِ نزول کے بارے میں موقوف

متقدِّر میں اور متاخرین مفسرین کا علم تفسیر میں اسبابِ شانِ نزول جانے اور اس کی اہمیت پر اتفاق ہے۔ لیکن شانِ نزول کے سلسلے میں بعض مفسرین نے ضعیف اور موضوعی روایات بھی ذکر کی ہیں۔ اس وجہ سے متاخرین کے لیے صحیح علیل کی پہچان مشکل ہو گئی۔ نقل درنقل کسی نے بھی یہ نہیں سوچھا کہ اس روایت کی کوئی حقیقت اور اصل بھی ہے یا نہیں لیکن موصوف نے اپنی تفسیر میں چنان بین اور تحقیق کو مد نظر رکھ کر شانِ نزول کو بیان کیا ہے۔ حضرت شیخ نے اسبابِ نزول کے بارے میں جن باتوں کا خیال رکھا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

- ۱۔ اسبابِ نزول کو بیان کرتے وقت متغیرہ روایات کو اس طرح بیان کیا ہے کہ روایت کا ضعف بھی واضح ہو جائے۔
- ۲۔ اسبابِ نزول کے مصادر کا اہتمام کیا گیا ہے، البتہ بعض مقامات پر مصادر کا ذکر نہیں کیا ہے۔
- ۳۔ اگر کسی ایک آیت کے بارے میں متعدد اقوال موجود ہوں تو موصوف نے توجیہ و تطبیق کے ساتھ جوہر کی رائے کو ترجیح دیتے ہوئے ذکر کیا ہے اور بعض دفعہ ذکر نہ بھی کیا ہے۔
- ۴۔ اسبابِ نزول کے متعلق غیر صحیح روایت کا تعاقب بھی کرتے ہیں، اگرچہ بعض مقامات پر ان سے خاموش بھی رہتے ہیں۔

۵۔ اس بابِ نزول کے بارے میں مفسرین کے اقوال میں اکثر اس طرح کے الفاظ بیان کرتے ہیں:

”قالَ أكْثَرُ الْمُفَسِّرِينَ نَزَلتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي كَذَا وَكَذَا“

اس طریقہ کا رکاوے مذکورہ تفسیر میں مختلف مقامات پر ملاحظہ کیا جاسکتا ہے، مثلاً سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۱۲ (۳۳) سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۷۸ (۳۵) اور سورۃ الاحقاف کی آیت نمبر ۱۳ (۳۶)..... ۱۸ (۳۷) وغیرہ کے علاوہ بھی بہت ساری جگہوں پر انہی اصول کی پاسداری کی گئی ہے۔

## ۶- ناخ و منسوخ کے بارے موقف

ناخ و منسوخ کا علم جانتا ایک مفسر کے لیے شرط ہے، اس لیے علمانے اس آدمی کے لیے تفسیر بیان کرنے کو ناجائز کہا ہے جو ناخ و منسوخ کے متعلق واقفیت نہ رکھتا ہو، (۳۸) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق ایسا آدمی خود بھی ہلاک ہو گا اور دوسروں کو بھی ہلاک کر دے گا۔ (۳۹) کیوں کہ نئے ایک ایسی چیز ہے جس کا تعلق نقل، روایت اور تاریخ کے ساتھ ہے۔ اس میں مفسر اپنی رائے یا اجتہاد سے کام نہیں لے سکتا۔

موصوف نے اس کی اہمیت و ضرورت کو اجاداً گر کرتے ہوئے ”تفسیر البدرع“ کے مقدمہ میں اس پر ایک تفصیلی رسالہ عنوان ”الفرائد الفرقانیة فی اللغات المختلفة“ لکھا ہے۔ اپنی تفسیر میں بھی نئے والی آیت میں مثلاً سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۸۰ (۴۰)، سورۃ الانفال کی آیت نمبر ۲ (۴۱)، سورۃ النور کی آیت نمبر ۳ (۴۲)، پر بحث کرتے ہوئے ناخ و منسوخ کو آسان الفاظ میں واضح کیا ہے۔

## ۷- اسرائیلیات کے بارے موقف

اسرائیلیات سے مراد وہ اخبار و قصص ہیں جو اسرائیلی مصادر سے لیے گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے اسرائیلیات کے بارے ایک عام قانون بیان فرمایا، جس کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ارشاد فرمایا:

”لَا تُصِدِّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ، وَلَا تَكُدِّبُوهُمْ وَقُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أَنْزَلَ إِلَيْنَا“ (۴۳)

(نہ ان کی تصدیق کرو، اور نہ ان کی تکذیب کرو، بلکہ یہ کہو کہ ہمارا ایمان ہے اللہ پر، اور اس پر جو ہماری طرف نازل کی گئی ہے۔)

جب اسلام کے ساتھ نکراؤ نہ ہو تو پھر ان کی روایت کو بیان کرنے کی اجازت بھی دے دی، جیسا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”بِلَغُوا عَنِّي وَلَوْ آتَيْتُهُمْ وَحَدَّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، وَلَا حَرَجَ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَىٰ مُتَعَمِّدًا فَلَيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ“ (۴۴)

(محض سے (سن کر) دوسروں تک پہنچا و اگرچہ ایک آیت ہو، اور بنی اسرائیل سے روایت کرو اس میں کوئی حرج نہیں، اور جس نے میری طرف جھوٹ منسوب کیا وہ جہنم میں اپناٹھکانہ تیار کر لے۔)

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اسرائیلیات کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں:  
 پہلی قسم وہ ہے جس کے بارے میں ہم جانتے ہیں کہ یہ سچ ہے، پھر اس کا بیان کرنا بھی طحیک ہے۔  
 دوسری قسم وہ ہے جس کے بارے میں ہم جانتے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے، پھر اس کا بیان کرنا بھی غلط ہے۔  
 تیسرا قسم وہ ہے جس کے بارے میں سچ اور جھوٹ کا پتانہ ہو، تو ایسی روایت کی نہ ہم قدریق  
 کرتے ہیں اور نہ تکذیب، اس کا حکایہ بھی نہیں۔ (۳۳)

زیر تبصرہ تفسیر میں اسرائیلی روایات کم ہیں، لیکن جہاں کہیں ذکر کیا ہے، وہاں اس کی نشاندہی  
 بھی کی ہے، بعض مقامات پر ذکر کرنے کے بعد اسی طرح چھوڑ دیا ہے اور بعض بھیوں پر ان کا بطلان  
 واضح ہونے کے باوجود بھی خاموشی اختیار کر لی ہے۔ مثلاً حضرت نوح علیہ اسلام کی کشتی کی بناؤٹ کے  
 بارے میں اس کی لمبائی، چوڑائی اور سٹنگ پلان (sitting plan) (۳۴) (۳۵) تفسیر کے متعلق غیر  
 ضروری چیزوں کا ذکر کرنا، جیسا کہ موصوف نے اصحاب کہف کے ناموں کا ذکر کیا ہے، (۳۶) اسی طرح  
 حضرت موسیٰ علیہ اسلام کے مقابل جادوگروں کی تعداد وغیرہ (۳۷) کا ذکر کرنا اور بعض اسرائیلیات کا  
 تذکرہ کرنا جیسا کہ سورہ یوسف کی آیت ۱۲ کی تفسیر میں ان کی قمیض (۳۸) کے بارے میں عجیب و غریب  
 باتیں لکھنا بے مقصد اور بے فائدہ معلوم ہوتا ہے اور بعض کو تعلق بھی نہیں مانتی۔

### منہج التفسیر بالدّ رایۃ

تفسیر بالدّ رایۃ (رائے) کا مطلب یہ ہے کہ تفسیر کے فن میں ماہر فمشر کا اپنے اجتہاد کے ساتھ،  
 احکام شرعیہ کے استنباط کو تفسیر بالدّ رایۃ کہتے ہیں۔ (۳۹)

تفسیر بالرائے کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم وہ ہے جو مقبول و مہم ہے، اور دوسری قسم وہ جو نہ مسوم  
 و مردود ہے۔

مقبول تفسیر بالرائے وہ ہے جو تفسیر کی تمام شرائط پر پوری اُترتی اور کتاب و سنت کے موافق  
 ہو، تو بلاشبہ یہ صرف جائز نہیں بلکہ محسوس بھی ہے۔ مسالم تفسیر بالرائے وہ ہے جو عربی قوانین، دلائل اربعہ اور  
 تفسیر کی تمام شرائط پر پوری نہ اُترتی ہو، تو بلاشبہ یہ نہ صرف ناجائز ہے بلکہ مذموم بھی ہے۔ (۴۰)  
 مذکورہ تفسیر کے پڑھنے سے پتا چلتا ہے کہ مولف نے قرآنی آیات کی تفسیر لغت کے قواعد و  
 ضوابط کے مطابق کر کے اور علم بلاغت کا لاحاظہ رکھتے ہوئے عقائد و فہمی احکام بیان کر دیئے ہیں۔ اس  
 لیے بلا مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے تفسیر بالدّ رایۃ کے ساتھ تفسیر بالدّ رایۃ الحمد و مجمع کر دیا ہے۔

مثل قرآنی کلمات کی تشریح باعتبار لغت کے، جس طرح سورہ زمر آیت نمبر ۵ میں، (۴۱) قرآنی  
 کلمات کی تشریح باعتبار تعریف کے، جس طرح سورہ النساء آیت نمبر ۱۰۵ میں، (۴۲) قرآنی کلمات کی تشریح  
 اشتقاق کے لحاظ سے، جس طرح سورہ النساء آیت نمبر ۱۰۰ میں، (۴۳) قرآنی کلمات کی تشریح نحوی بحث  
 کے اعتبار سے، جس طرح سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۸ میں، (۴۴) قرآنی کلمات کی تشریح معانی کے لحاظ

سے، جس طرح سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۱ میں، (۵۵) وغیرہ ذالک۔

### مذکورہ تفسیر کی امتیازی خصوصیات

☆ ..... تفسیر جامع ہے، اور اس میں ایسے عام فہم الفاظ استعمال کیے گئے ہیں، جو کہ آسان اسلوب کے ساتھ، علم الکلام اور فلسفی نکتہ سنجیوں سے اجتناب کرتے ہوئے عوام و خواص کے لیے بہت آسان بنائی گئی ہے۔

☆ ..... مؤلف نے ہر آیت کی تفسیر کے آخر میں ”نجم الآیة یا نجم الآیات“ کے عنوان سے اہم نتائج اور مقاصد بیان کرتے ہوئے ایک دوسرے میں ان کا خلاصہ بیان کیا ہے۔ (۵۶)

☆ ..... علوم القرآن کے مباحث مثلًا اسبابِ نزول، قراءات اور ناخ و منسوخ کو بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ (۵۷)

☆ ..... مذکورہ تفسیر میں اہلِ سنت والجماعت کے عقیدہ کا مکمل دفاع کیا گیا ہے، اور مخالفین کے اعتراضات کے عقلی اور نقلی جوابات دیئے گئے ہیں۔ (۵۸)

☆ ..... موصوف نے اپنی اس تفسیر میں دلائل کے ساتھ ساتھ، مذہبی تعصّب سے بالاتر ہو کر، مذاہب اربعہ کے دلائل کو نہایت ادب و احترام اور اخلاص کے ساتھ بیان کرتے ہوئے حنفی مذہب کی تائید و تثبیت کی ہے۔ (۵۹)

☆ ..... اہلِ کتاب کے عقائد کو آن وحدیث کی روشنی میں اور ان کی کتابوں کے حوالے سے رد کر دیا گیا ہے۔ (۶۰)

☆ ..... مذکورہ تفسیر کے مواف نے کلمات کے معانی کی وضاحت کے لیے لغت، اعراب اور بلاغت کا بھی اختصار کے ساتھ التزام کیا ہے۔ (۶۱)

☆ ..... تفسیر کے محاسن میں سے ایک بات یہ ہے کہ دلوں کو نرم کرنے اور خوف خدا پیدا کرنے کے لیے، موصوف نے آداب اجتماعیہ، موعظ اور اخلاقی حسنہ کا بھی اختصار مگر جامع انداز میں بیان کر دیا ہے۔ (۶۲)

☆ ..... آیتوں اور سورتوں کے مابین ربط سے بھی تفسیر کو مزین کر دیا گیا ہے، اور یہ تفسیر کے محاسن اور اعجاز القرآن میں سے شمار کیا جاتا ہے۔ (۶۳)

☆ ..... مددوح نے اہم اور اصل مصادر و مراجع پر اعتماد کرتے ہوئے ان کے حوالہ جات بھی درج کر دیئے ہیں۔

### تتبیہ

مذکورہ تفسیر اگرچہ اس دور کے لحاظ سے بہت اہم تفسیر ہے لیکن بعض چیزوں اُسی ہوتی ہیں جن سے اجتناب کرنا ضروری ہوتا ہے حالاں کہ وہ اس میں رہ گئی ہیں، اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ

کامل و مکمل صرف ایک ہی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ حسن ظن پر عمل کرتے ہوئے یہی کہا جائے گا، کہ یہ مفسر کی طرف سے نہیں بلکہ کاتب کی غفلت سے ایسا ہوا۔ ان میں سے چند چیزیں یہ ہیں:

۱۔ آیات کے آخر میں ”آیت نمبر“ نہیں لکھا گیا ہے جو کہ مطالعہ کے دوران تسلسل کو منقطع کرنے کے ساتھ ساتھ بہت سی مشکلات کا باعث بنتا ہے۔ غالب گمان یہی کیا جائے گا کہ یہ کاتب کا تاسع ہے نہ کہ مفسر کا۔

۲۔ بعض مسائل میں مختلف اقوال ذکر کر کے کسی ایک کو بھی ترجیح نہیں دی گئی ہے جس کی وجہ سے قاری حقیقت کو سمجھنے کے متعلق تشویش میں بٹلا ہو جاتا ہے۔

۳۔ بعض مقامات پر مراجع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ناشر اور جگہ کا ذکر نہیں کیا گیا۔

۴۔ تفسیر میں بعض جگہوں پر ضعیف اور موضوعی روایات بھی ذکر کی گئی ہیں، خاص کر آیتوں اور سورتوں کے فضائل میں، جو ان کے اوائل ادا خر میں بیان کیے گئے ہیں۔ وہ روایات اکثر بغیر سند کے ذکر کی گئی ہیں۔ مثلاً سورۃ الرحمن کی فضیلت میں یہ ضعیف روایت لکھی ہے:

”لکلَّ شَيْءٍ عَرُوسٌ وَعَرُوسٌ الْقُرْآنُ سُورَةُ الرَّحْمَنِ“<sup>(۶۳)</sup>

حالاں کہ محمد ناصر الدین البانی نے اس کو منکر کہا ہے،<sup>(۶۴)</sup> اور اسی طرح سورۃ واقعۃ کی فضیلت میں جو حدیث لکھی ہے<sup>(۶۵)</sup> وہ بھی ضعیف ہے<sup>(۶۶)</sup> وغیرہ۔ سورۃ یونس کی فضیلت پر سورۃ کے آخر میں یہ حدیث لکھی ہے:

”قالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ قَرَا سُورَةَ يُونُسَ أَعْطَى مِنَ الْأَجْرِ عَشْرَ حَسَنَاتٍ بَعْدَ مِنْ صَدَقٍ بِبَيْنَنْسٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ كَتَبَ بِهِ وَ بَعْدَهُ مِنْ غَرْقٍ مَعَ فَرْعَوْنَ“  
یہ موضوع حدیث ہے<sup>(۶۷)</sup> وغیرہ۔

### علماء و زعماء کی آراء

کسی بھی تفسیر کی عظمت و رفتہ معاصرین علماء کی رائے سے معلوم ہو سکتی ہے۔ ان میں سے بعض کا ذکر کیا جاتا ہے:

#### ذکورہ تفسیر حافظ الحدیث مولانا عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ کی نظر میں

حضرت درخواستی فرماتے ہیں کہ ”ذکورہ تفسیر ترجمہ اور نقلي دلائل کے لحاظ سے بہت اچھی ہے۔ یہ تفسیر جلالین کی طرح مختصر ہے مگر اس میں قوی معنی اور صحیح اقوال بیان کیے گئے ہیں، بلکہ اس کے لائق ہے کہ مدارس میں تفسیر جلالین کی جگہ پر یہ تفسیر پڑھائی جائے۔“<sup>(۶۸)</sup>

#### تفسیر البدیع شیخ الحدیث مولانا مفتی نظام الدین شاہزادی رحمہ اللہ کی نظر میں

اس تفسیر کے بارے میں ان کی رائے یہ ہے کہ ”یہ ایک ایسی جامع اور جنم کے لحاظ سے مختصر تفسیر

ہے جو کہ بڑی بڑی تفاسیر سے آدمی کو مستغفی کر دیتی ہے، اس سے پہلے کسی تفسیر میں یہ جامعیت نہیں تھی۔ اس تفسیر میں مرفوع تفسیری روایات پر اعتماد کرتے ہوئے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے اقوال اور تابعین کے افعال بیان کیے گئے ہیں۔ اس لیے میں اس تفسیر کے محاسن کی وجہ مؤلف سے مجتب کرتا ہوں۔<sup>(۴۰)</sup>

### مذکورہ تفسیر علامہ قاضی حمید اللہ رحمہ اللہ کی نظر میں

ان کی نظر میں یہ ایسی تفسیر ہے کہ سلف صالحین کی طرح عقائدِ اسلام اور اصول ایمان پر جامعیت کی حامل ہے۔ فلاسفہ کے باطل تفاسیت، صوفیا کے فاسد خیالات، مشتملین کی تشکیلات اور جہنمیہ کے باطل مکاشفات سے خالی ہونے کے ساتھ ساتھ ہر طالب علم کے لیے مفید ہے۔<sup>(۴۱)</sup>

حوالہ جات

- ٢٣- حم السجدة ٢٢: ج ١

٢٤- خليل الله، مولانا: تاريخ نشر ملخص العلوم: مكتبة تفسير يحيى شمس العلوم، رحيم يارخان ١٣٣١هـ: ص ٥۔

٢٥- عبدالرازق بن حافظ محمد رمضان شكار پور سندھ میں پیدا ہوئے تھے، وہاں شکار پور میں علم حاصل کیا پھر وہاں درس و تدریس میں مشغول رہے، اور کے ارجب ٧٧٩ھ کو وفات پا گئے۔

٢٦- خليل الله، مولانا: تاريخ نشر ملخص العلوم: مكتبة تفسير يحيى شمس العلوم، رحيم يارخان ١٣٣١هـ: ج ٨

٢٧- ايضاً، ص ١٠: ج ١

٢٨- محمد شریف اللہ، شیخ البديع فی معرفة معانی کلام ربنا السميع: مكتبة تفسير يحيى شمس العلوم، رحيم يارخان ١٣٢٢هـ: ج ١

٢٩- الاعراف ٧: ج ٢٨

٣٠- المائدہ ٥: ج ١٠٣

٣١- الاعراف ٧: انظر البديع فی معرفة معانی کلام ربنا السميع: محمد شریف اللہ، شیخ: مکتبہ تفسیر يحيى شمس العلوم، رحيم يارخان ١٣٢٢هـ: ص ١٠: ج ١

٣٢- ايضاً، ص ١٠: ج ١

٣٣- ايضاً، ص ١٧٥: ج ١

٣٤- ايضاً، ص ١٣١: ج ٢

٣٥- انخل ٦: ج ٢٢

٣٦- ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی: سنن ترمذی "ابواب الاحکام ، باب ماجاء فی القاضی کیف یقضی؟" شرکتہ مکتبۃ و مطبعہ مصطفیٰ البالبی الٹھی، مصر ١٩٧٥م: ص ٣٢١

٣٧- الَّذِينَ يُنْفَقُونَ فی السَّرَّاءِ وَالضَّرَاءِ وَالْكَظِيمِنَ الْغَيْظُ ..... الآیة

٣٨- ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی: سنن ترمذی "باب فی کظم الغیظ" دارایاء اتراث العربی، بیروت س-ن: ص ٢٦: ج ٢٥٢

٣٩- سیوطی، جلال الدین: الدر المختار فی الشییر بالما ثور: دار الفکر، بیروت س-ن: ص ٣٦: ج ٢

٤٠- التوبہ ٩: ١٠٠

٤١- انج ٢: ٣٢

٤٢- محمد شریف اللہ، شیخ البديع فی معرفة معانی کلام ربنا السميع: مكتبة تفسير يحيى شمس العلوم، رحيم يارخان ١٣٢٢هـ: ج ٢٢

٤٣- الائمه ٢١: ٩٨، ٩٩، ١٠٠

٤٤- الرحمن ١٢: ٥٥٥

- ٢٣۔ أبو جعفر، محمد بن جریر طبری: طبری: دار الفکر، بیروت، ن: ص ۵۳۸، ج ۱۸/ بحوالہ البیدع فی معرفة معانی کلام ربنا السمعیع: شریف اللہ، شیخ: مکتبہ تفسیر یہش العلوم، رحیم یار خان ۱۴۲۲ھ: ص ۱۲۲، ج ۲
- ٢٤۔ محمد بن صالح: شرح مقدمہ تفسیر لابن تیمیہ: دارالوطن، الریاض، حجیم یار خان ۱۴۲۵ھ: ص ۱۰۸، ج ۷
- ٢٥۔ بخاری، محمد بن اسحاق: صحیح بخاری "باب فضائل أصحاب النبي ﷺ": دارالشاعت اردو بازار، لاہور س-ن: ص ۲۱۲، ج ۱
- ٢٦۔ محمد شریف اللہ، شیخ: البیدع فی معرفة معانی کلام ربنا السمعیع: مکتبہ تفسیر یہش العلوم، رحیم یار خان ۱۴۲۲ھ: ص ۲۰۷، ج ۲
- ٢٧۔ ایضاً، ص ۲۲۹، ج ۱
- ٢٨۔ ایضاً، ص ۲۳، ج ۱
- ٢٩۔ عبدالفتاح، قاضی: البدور الزاهرۃ فی القراءات العشرۃ من طریق الشاطبیۃ: مکتبہ البابی الحنفی واؤلادہ، مصر ۱۹۵۵ء: ص ۵
- ٣٠۔ القصص، ص ۲۸، ج ۱۵
- ٣١۔ محمد شریف اللہ، شیخ: البیدع فی معرفة معانی کلام ربنا السمعیع: مکتبہ تفسیر یہش العلوم، رحیم یار خان ۱۴۲۲ھ: ص ۷، ج ۲
- ٣٢۔ ایضاً، ص ۱۵۸، ج ۲
- ٣٣۔ ایضاً، ص ۸۹، ج ۲
- ٣٤۔ ایضاً، ص ۱۲۷، ج ۱
- ٣٥۔ ایضاً، ص ۲۲، ج ۱
- ٣٦۔ ایضاً، ص ۵۶، ج ۲
- ٣٧۔ بدرالدین، محمد بن عبداللہ، الزركشی: البرهان فی علوم القرآن: دارالمعرفۃ بیروت، لبنان ۱۹۵۷ء، ص ۲۹، ج ۲
- ٣٨۔ ابوالفرج، عبد الرحمن بن علی: القصاص والمحکمین: المکتب الاسلامی، بیروت ۱۹۸۸ء: ص ۱۸۱
- ٣٩۔ محمد شریف اللہ، شیخ: البیدع فی معرفة معانی کلام ربنا السمعیع: مکتبہ تفسیر یہش العلوم، رحیم یار خان ۱۴۲۲ھ: ص ۱۲۸، ج ۱
- ٤٠۔ ایضاً، ص ۱۳، ج ۱
- ٤١۔ ایضاً، ص ۲۱، ج ۲
- ٤٢۔ بخاری، محمد بن اسحاق: صحیح بخاری: دارالشعب، القاہرہ ۱۹۸۷ء: ص ۲۳۷، ج ۳
- ٤٣۔ بخاری، محمد بن اسحاق: صحیح بخاری: دارالشعب، القاہرہ ۱۹۸۷ء: ص ۲۰۷، ج ۲
- ٤٤۔ أبوالعباس، احمد بن عبد الحکیم بن تیمیہ، شیخ الاسلام: مقدمہ تفسیر لابن تیمیہ: مکتبہ ابن تیمیہ، ریاض س-ن: ص ۲۲
- ٤٥۔ محمد شریف اللہ، شیخ: البیدع فی معرفة معانی کلام ربنا السمعیع: مکتبہ تفسیر یہش العلوم، رحیم یار خان ۱۴۲۲ھ، ص ۱۰۲، ج ۱

- ۲۶۔ ایضاً، ص: ۹، ج: ۲
- ۲۷۔ ایضاً، ص: ۲۶، ج: ۲
- ۲۸۔ ایضاً، ص: ۱۲۹، ج: ۱
- ۲۹۔ الذهبی، محمد حسین، ذاکرۃ التفسیر والمفسرون: مکتبہ وہبہ اشارع الجہوریہ، القاہرہ ۲۰۰۰ء، ص: ۸۳، ج: ۱
- ۳۰۔ ایضاً، ص: ۱۸۸-۱۸۹، ج: ۱
- ۳۱۔ محمد شریف اللہ، شیخ البدیع فی معرفة معانی کلام ربنا السميع: مکتبہ تفسیر یہ شمس العلوم، رحیم یار خان ۱۳۲۴ھ: ص: ۳۵، ج: ۲
- ۳۲۔ ایضاً، ص: ۸۶، ج: ۲
- ۳۳۔ ایضاً، ص: ۱۱۲، ج: ۱
- ۳۴۔ ایضاً، ص: ۲۷، ج: ۱
- ۳۵۔ ایضاً، ص: ۲۸، ج: ۱
- ۳۶۔ ایضاً، ص: ۳۲، ۳۲، ۳۲، ۵۸، ۵۰، ۷۲، ۲۹، ۲۶، ۵۸، ۵۰، ۷۲، ۲۹، ۷۲، ۲۶، ج: ۱
- ۳۷۔ ایضاً، سورۃ البقرہ، ص: ۱۳۷، ۱۵۵، ۱۳۸، ۱۵۵، / النساء/ ۹۸، ۱۲۸، ۱۳۳، ۱۲۹ /یوسف/ ۱۰۲، ج: ۱
- ۳۸۔ ایضاً، سورۃ البقرہ، ص: ۳۶، /الاعراف/ ۱۲۱، /الأنبیاء/ ۹۶، /القصص/ ۱۰۱، ج: ۱
- ۳۹۔ ایضاً: سورۃ البقرہ، ص: ۱۳۲، ۱۲۰، ۱۲۵، ۱۲۵، /الناساء/ ۸۳، ۱۳۴، ج: ۱
- ۴۰۔ ایضاً، سورۃ ال عمران، ص: ۱۱۲، /المائدۃ/ ۱۲۳، ۱۲۳، ۱۲۲، ۱۸۱، ۱۸۱، ۱۹۲، ج: ۱
- ۴۱۔ ایضاً، سورۃ البقرہ، ص: ۳۱، /ال عمران/ ۱۸۸، ۳۱، /النماء/ ۲۲۵، ۲۲۲، ۲۲۲، ج: ۱
- ۴۲۔ ایضاً، سورۃ البقرہ، ص: ۱۵۵، /ال عمران/ ۲۱۹، /النماء/ ۹۱، /النعام/ ۲۰، /ابراهیم/ ۳۶، ج: ۱
- ۴۳۔ ایضاً: سورۃ النساء، ص: ۵۵، ۵۵، ۱۰۳، ۲۱، ۱۱۲، ۱۳۸، ۱۳۸، ج: ۱
- ۴۴۔ ایضاً، ص: ۱۲۶، ج: ۱
- ۴۵۔ البانی، محمد ناصر الدین البانی: سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة: المکتب الاسلامی، بیروت ۱۹۷۵ء، ص: ۵۲۶، ج: ۳
- ۴۶۔ ایضاً: سورۃ الواقعة، ص: ۱۳۲، ج: ۱
- ۴۷۔ ابن جوزی: العلل المتناهیة فی الأحادیث الواهیة: دارالكتب العلمیہ بیروت، لبنان ۱۹۷۳ء، ص: ۱۱۲، ج: ۱
- ۴۸۔ البانی، محمد ناصر الدین البانی: سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة: المکتب الاسلامی، بیروت ۱۹۷۵ء، ص: ۳۰۵-۳۰۵، ج: ۱
- ۴۹۔ تاریخ شمس العلوم: خلیل اللہ، مولانا: مکتبہ تفسیر یہ شمس العلوم، رحیم یار خان ۱۳۳۱ھ: ص: ۱۰
- ۵۰۔ ایضاً، ص: ۱۱
- ۵۱۔ ایضاً، ص: ۱۲